إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ اندرون ہند پیشگی — بیرون ہند

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر: غلام نبی — اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۹ | مورخہ ۳۔ اگست ۱۹۲۳ء | مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۵ اگست کو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان مسجد برلن کی بنیاد رکھے جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ساکنین قادیان کے ہمراہ دعا فرمائینگے۔ انشاء اللہ بیرونجات میں بھی جہاں جہاں احمدی احباب ہوں اس دن خاص اہتمام سے دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ اس مسجد کو بابرکت کرے۔ اور اہل مغرب کیلئے قرب الٰہی کا موجب بنائے۔

لوز ہاسپٹل کا زنانہ وارڈ تعمیر ہو رہا ہے کم از کم خرچ کا اندازہ دو ہزار ہے لیکن بذریعہ چندہ صرف ایک ہزار وصول ہوا ہے۔ تقریباً نصف احباب اور بالخصوص مستورات بہت جلدی ...

نظم

عید سے دوسرے دن

بہشتی لطیفوں میں اب کے گذری عید اضحیٰ کی
کہ یاد آ آ کے تڑپاتی رہی زلف چلیپا کی

ہیں ان کے پاؤں پر اپنی جبین صدق رکھتا تھا
خدا جانے ہے کیا تعبیر میرے کل کے رؤیا کی

تعالی اللہ کیسی شان و شوکت آن و حشمت ہے
ذرا "چہرہ تل" تو دیکھے آ کے کوئی میرے دولہا کی

بہار حسن سے تازہ دماغ عشق رہتا ہے
مری آنکھوں میں رہتی ہے تصویر مرزا کی

بنا مسجد ہوئی لنڈن میں اب سنتے ہیں برلن میں
صدائیں بتکدوں سے آتی ہیں اللہ اعلیٰ کی

قدم بیٹے کو فتح و نصرت ایزدی چلی آئی

جدھر باگیں اٹھیں محمود احمد میرے آقا کی
کچھ ان کی چشم نرگس گوں کی کیفیت سنا مجھ کو

تری تقریر اے واعظ نہیں ہے میرے منشا کی
محمد مصطفیٰ مدفون زیر خاک ہیں ملاں؟

یہ کیا بے غیرتی ہے آسماں پر جا ہو عیسیٰ کی
جلو دکھلائیں تم کو کارنامے عشق صادق کے

ہزاروں آبلہ پا چھانتے ہیں ریگ صحرا کی
نہیں سمجھے تو کہدوں صاف ملکانے میں جا دیکھو

خرام ناز نے کس کے قیامت ایسی برپا کی
کہاں ہیں آنکھیں سب لاف تعشق مارنیوالے

کہ اب پڑتال ہونیوالی ہے ہر اک کے دعوے کی
ستائش کر رہی ہے ساری دنیا خدمت بھا

امیر المومنین فضل عمر محمود مرزا کی
چھٹی جاتی ہیں نبضیں اب تو بیمار محبت کی

نگاہ منتظر خواہاں ہے اعجاز مسیحا کی

دیا تھا مال اب جان بھی فدا کر دو۔ یہ خواہش ہے
تمہارے حسنِ عشوہ ساز کے پیہم تقاضا کی
سُنا دو قیس کو غیروں کے ہاتھوں لٹنے والا ہے
وہ محمل تھی توقع جس میں تم کو اپنی لیلیٰ کی
زباں پر حرفِ مطلب آ نہیں سکتا نہ آئیگا
پرستش کر رہا ہوں دیر سے اک بُتِ زیبا کی
فدا کارِ محبت ہوں، قتیلِ تیغِ حسرت ہوں
کبھی تو لطف کاری ہوگی اس حسنِ دل آرا کی
بتاؤ! اکمل شیوا بیاں اب کیا ارادہ ہے
تمہیں کیا کہ گئی مردِ خدا تقریبِ اضحیٰ کی

احمدی مبلغ پر آریوں اور ملکانہ مرتدین کا حملہ
جھونپڑا گرا دیا جس کے نیچے احمدی مبلغ دب گیا
مُرتدین نے گھسیٹ کر احمدی مبلغ کو گاؤں سے باہر نکال دیا

آریہ اس دھوکہ بازی کا پردہ چاک ہونے سے بچانے کے لئے جس سے انھوں نے جاہل اور بھولے ملکانوں کو مرتد کیا ہے۔ اب دست درازیوں پر اُتر آئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ احمدی مبلغین کو بزور ان دیہات سے نکالدیں۔ جہاں کے لوگ آریوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ذیل کا واقعہ اس امر کا تازہ ثبوت ہے۔

۲۶ر جولائی کو موضع اُسپار ضلع متھرا میں ایک مُسلمان راجپوت غیاثی نام نے مسجد کے باہر مسجد ہی کی زمین میں بکرے کی قربانی کی ہوگی دیکھتے ہی گوشت کاٹا گیا۔ مرتدین آئے اور خفیہ فرداً فرداً گوشت لے جاتے رہے۔ قریباً ۲ بجے بعد دوپہر کو ان کو خبر ہوئی۔ تو انہوں نے لوگوں کو احمدی مبلغ کے خلاف اکسایا۔ اور چالیس پچاس یا اس سے زیادہ کی تعداد میں وہ لوگ ان لوگوں کے سمیت جو گوشت لے گئے تھے۔ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر ہمارے مبلغ جناب مولوی غلام رسول صاحب گوجراتی کے مکان پر حملہ آور ہوئے۔ پہلے مولوی صاحب کو گالیاں دیتے رہے۔ اور پھر ان کی جھونپڑی پر حملہ کر کے اُسے گرا دیا۔ جس کے نیچے مولوی صاحب موصوف دب گئے۔ اور ایک شخص نے بازوؤں سے کھینچ کر ان کو باہر نکالا۔ پھر وہ لوگ انہیں کھینچتے ہوئے گاؤں سے باہر لے گئے۔ اور انہیں گاؤں سے باہر نکالدیا۔ مسجد میں مولوی صاحب کے جو کاغذات وغیرہ تھے۔ وہ بھی ان کو نکلنے نہ دیئے بلکہ مسجد کے دروازے پر مسلح ہو کر کھڑے ہوگئے اور مولوی صاحب کو مسجد کے اندر داخل ہونے سے بزور روکا۔ اور دوبارہ دھکے دیکر گاؤں سے باہر نکالدیا۔

ہم نے موصول شدہ حالات صفائی کے ساتھ درج کر دیئے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ لوگ کس طرح برسرِ فساد ہیں۔ اس قسم کی شرارتیں آریہ اور مقامات پر بھی کر رہے ہیں ؂

خاکسار:۔ عبد اللہ خان بھٹی۔ بی اے۔ بی ٹی
نائب امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ ؂

علاقہ ارتداد میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے قربانیاں

۱۷ر جولائی کے الفضل میں تحریک کی گئی تھی کہ ہماری جماعت کے احباب علاقہ ارتداد میں اپنی اپنی طرف سے عید اضحیٰ کے موقعہ پر اپنے مجاہدین کے ذریعہ قربانیاں کریں۔ چنانچہ اس تحریک پر جہاں جہاں تک اس قلیل مدت میں اخبار پہنچا۔ ہماری جماعت کے احباب نے منی آرڈروں اور تاروں کے ذریعہ قربانی کے لئے رقوم بھجوائیں۔ اور ۱۲ر ذی الحجہ کی شام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہم نے تمام علاقہ ارتداد میں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور اسکے گرد و نواح میں قربانیاں کرادیں۔ اس سے غرض یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو شعار اسلامی کا عملی سبق دیا جائے۔ اور غرباء کی تالیف قلب بھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور قربانی کرنیوالوں کی نیتوں کے مطابق اجر عطاء فرمائے۔

ایک چوہان ٹھاکر کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک چوہان راجپوت مسمی جواہر سنگھ ساکنہ ضلع مین پوری شیخ غلام احمد صاحب (سابق لالہ ہیرا لال چھتری) احمدی مبلغ متعینہ نوگاؤں ضلع متھرا کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام عبد اللہ خان رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت دے۔ آمین ؂

خاکسار چودھری فتح محمد خان سیال ایم اے
امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان از آگرہ

فہرست چندہ جماعت احمدیہ بغداد برائے انسداد ارتداد

جماعت احمدیہ بغداد کے چند ایک افراد نے فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے جس فراخ دلی سے چندہ دیا ہے وہ حسب ذیل فہرست سے ظاہر ہے۔

نمبر	نام	رقم
(۱)	صوفی عبد الرحیم صاحب	۲۰۰ روپیہ
(۲)	منشی برکت علی صاحب	۳۰۰ "
(۳)	بابو مظفر الدین صاحب	۲۰۰ "
(۴)	ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب	۲۰۰ " بقایا ۱۰۰
(۵)	شیخ منظور واحد صاحب	۱۰۰ "
(۶)	ملک محمد حسین صاحب	۱۰۰ "
(۷)	خواجہ غلام حسین صاحب	۱۰۰ " بقایا

کل میزان ۱۲۰۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۳ ر اگست ۱۹۲۳ء

ہندوؤں سے چھوت لازمی ہے

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے ہندوؤں سے چھوت چھات کے سوال کو اقتصادی نقطہ خیال سے اٹھایا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں اس سوال کے متعلق عملی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ہندو صاحبان نے اس سوال کو نہایت پریشانی اور گھبراہٹ سے مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ امر ہندو پریس کی سراسیمگی سے ظاہر ہے ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو صاحبان کو اس تحریک سے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایک اقتصادی سوال تھا۔ اور ہر قوم کو حق حاصل ہے کہ اپنی ترقی کی راہ میں جس چیز کو مضر خیال کرے اسے ہٹا دے۔ عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ ہندو پریس مسلمانوں کو بتانا چاہتا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں نے ہندوؤں سے چھوت کے طریق کو اختیار کیا۔ تو انہیں نقصان پہنچے گا۔ اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ خود ہندو قوم کو چھوت سے نقصان پہنچا ہے۔ اگرچہ اس نقصان کی وضاحت نہیں کی گئی۔ لیکن اگر یہ بات درست ہے۔ تو ہندو صاحبان کے لئے کیا مشکل ہے۔ کہ وہ اس خطرناک رسم کو ہٹا دیں۔ اور مسلمانوں کے ہاتھ سے کھانا کھانا شروع کر دیں۔ جب تک یہ عملی اصلاح نہ ہو۔ مسلمانوں کے لئے تمدنی طور پر ہندوؤں کے ہاتھ سے قطعاً کوئی چیز نہیں کھانی چاہیئے۔

چھوت کے سوال کا ایک اخلاقی پہلو بھی ہے اسلام خودداری (Self Respect.) کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو صاحبان ہم سے چھوت کر کے ہمارے جذبات خودداری کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس اخلاقی قوت کو بچانے کے لئے ہر ممکن سعی کریں۔ اقتصادی نقطہ خیال سے بھی نقصان اٹھانا مومن کا کام نہیں۔ لیکن اخلاق کی نگہداشت ایک ایسی قیمتی چیز ہے۔ کہ اس پر مال و دولت قربان کر دینا آسان تر معلوم ہوتا ہے۔ اور چھوت کے مسئلہ نے مسلمانوں کے اموال پر ہی حملہ نہیں کیا۔ بلکہ اخلاقی طور پر بھی ان کو سخت نقصان پہنچایا ہے ۔

حمیت و غیرت کے جذبات اور حسیں اس طرح مردہ ہو جاتی ہیں۔ اور یہ امر ان تمام اقوام کی حالت سے ثابت ہے۔ جن کو اچھوت قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو ہندوؤں نے چماروں اور بھنگیوں اور بعض دوسری اقوام سے باوجودیکہ وہ برائے نام ہندو کہلاتی ہیں۔ جب چھوت کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ تو ان کی تمام ترقیات رک گئیں۔ اور اخلاقی پستی کے گڑھے میں کچھ ایسی گریں کہ ان کے اٹھانے کے لئے بہت محنت اور وقت کی ضرورت ہے ۔

اس قسم کے سلوک سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ رفتہ رفتہ بہت سی اخلاقی قوتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام چونکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی قوتوں کے نشوونما کے لئے آیا ہے اس نے مساوات کا قانون دنیا کو عطا کیا۔ اس وقت میرے زیر نظر اسلام کی تعلیم کے اس شاندار پہلو پر بحث کرنا نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہے۔ کہ ہندو قوم نے ان کی اخلاقی قوتوں کو بھی اس چھوت کے ذریعہ تباہ کیا ہے۔ حمیت و غیرت و خودداری کے پاک جذبات اس سے کچلے گئے ہیں۔ اور اس اخلاقی پستی میں مسلمانوں کو مبتلا کر کے اب شدھی کے سانپ کے ذریعہ مسلمانوں کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں +

مسلمانوں کا فرض ہے کہ مرض کے اسباب پر غور کر کے علاج شروع کریں۔ مختلف رنگوں سے مسلمانوں کو اس مسئلہ سے روکا جائیگا۔ سیاسی لیڈر ہندو مسلم اتحاد کا واسطہ دیکر روکینگے۔ کہ ہندوؤں سے چھوت نہ کی جائے۔ لیکن ایسے لوگوں کا ایک اور ایک ہی مسکت جواب ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں سے چھوت نہ کی جائے تو ہندوؤں سے کہو کہ وہ مسلمانوں سے فی الفور چھوت ترک کرنے کا عہدہ کر لیں۔ اور اگر پھر اس کا ارتکاب کریں۔ تو ایک کافی تاوان ادا کریں۔ ہم کو ہندو صاحبان سے قطعاً عداوت نہیں۔ اور ہم ان کے دل سے خیرخواہ ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد مضبوط بنیادوں پر ہو جب تک ہندو مسلمانوں سے چھوت کرینگے۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ اتحاد قطعاً ناممکن ہے۔ اور اگر ہوگا۔ تو وہ خیالی اور وہمی۔ لیکن اگر وہ حقیقی اتحاد چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہی ایک پہلو ہے کہ مسلمانوں سے قطعاً چھوت نہ کریں۔ ورنہ مسلمانوں کو ان سے اسی طرح چھوت کرنی چاہیئے۔ جس طرح وہ بھنگیوں سے کرتے ہیں۔ ہم پھر کھول کر کہہ دیتے ہیں کہ ہماری یہ تحریک محض مسلمانوں کی اقتصادی اور اخلاقی بھلائی کے نقطہ خیال سے ہے۔ چھوت نے جہاں مسلمانوں کے مال پر حملہ کیا ہے۔ وہاں ان کے اخلاق کو بھی بگاڑا ہے۔ انہیں خودداری کا مادہ کم ہو گیا ہے۔ اور غیرت جو اپنے مذہب کے لئے چاہیئے تھی۔ کم ہو گئی ہے۔ ان میں جذبات کی غلامی اور عادات کی پابندی پیدا ہو رہی ہے۔ اب جبکہ ان میں ہندوؤں سے چھوت کرنے کی تحریک جاری ہوئی ہے۔ ایک طرف ان میں اقتصادی اور تجارتی روح کام کر رہی ہے۔ دوسری طرف خودداری کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں تیسری طرف انہیں اپنے جذبات پر ضبط کی قوت آ رہی ہے مثلاً ایک مسلمان دیکھتا ہے کہ اسے بھوک لگی ہے۔ اور کوئی چیز کھانے کے لئے بجز ہندو کی پوریوں کے نہیں مل سکتی۔ تو وہ بھوک پر غلبہ پانے کی کوشش کریگا بے صبری سے کام نہ لیگا۔ اور جب تک مسلمان کے ہاں سے کوئی چیز نہ ملے استعمال نہ کریگا۔ بس اس طرح پر ضبط علی النفس کی قوت ترقی کریگی۔ اور دنیا میں کام کرنیوالی اور ترقی کرنیوالی قوموں کے لئے یہ قوت لازمی ہے اگر ضبط علی النفس نہ ہو۔ تو انسان حوصلہ اور بلند خیالی کو حاصل نہیں کر سکتا ۔

بس ہندوؤں سے چھوت کا مسئلہ اس وقت کے

لحاظ سے ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ اگر مسلمانوں نے اب اس سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ تو پھر انہیں کوئی موقع نہیں ملیگا اسلئے ضرورت ہے کہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے نوجوان مسلمان اُٹھیں۔ اور رضاکاروں کی ٹولیاں بناکر اپنے بھائیوں کو اس سے آگاہ کریں ۔

وہ یاد رکھیں کہ یہ تحریک صرف اپنی قومی بھلائی اور مفاد کے نقطہ خیال سے ہے۔ چھوت کے سوال کو الگ رکھکر ان کا اسلامی فرض ہے کہ وہ ہندوؤں سے جو نیکی کر سکتے ہیں ضرور کریں کہ یہ ہمدردی اور مواسات کے اصول میں داخل ہے۔ اسلام تو جانوروں اور درختوں سے بھی ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر یہ تو ہمارے برادران وطن ہیں۔ ہمدردی دوسری چیز ہے۔ لیکن اس ہمدردی میں ہم اپنے اعلیٰ اخلاق کو قربان نہیں کر سکتے۔

پس تمام دیہات اور قصبات میں اس تحریک کو عام کرنے کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیئے۔ بہتر ہو گا کہ ایک مرکزی کمیٹی تحریک چھوت کے لئے بنائی جاوے۔ اور وہ مختلف طریقوں سے اسکے فوائد کو عوام تک پہنچائے۔ اور یہ اسوقت تک جاری رہے۔ جب تک کہ کامل طور پر ہندوؤں سے چھوت کا عام رواج نہ ہو جائے۔ اور یا ہندو صاحبان قطعی طور پر مسلمانوں سے چھوت کو نہ اُڑا دیں۔

اسلامی پریس سے میری استدعا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اس تحریک کو خود آرٹیکل لکھکر عام کریں کہ قومی بھلائی کا یہ ایک جزو اعظم ہے ۔

خاکسار مرزا شریف احمد۔ نائب ناظر انسداد ارتداد قادیان

حقیقی مسلمان بننے کی ضرورت

فتنہ ارتداد اگرچہ نہایت ہی تکلیف دہ امر ہے۔ لیکن اس کا کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوا ہے۔ کہ وہ مسلمان جنہیں اپنی مذہبی حالت کا صحیح اندازہ نہ تھا۔ اور جو کسی مصلح ربانی کی قطعاً ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ انہیں احساس ہو رہا ہے کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ چنانچہ موقر اخبار زمیندار (۹ جولائی) میں ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ جس کا پہلا ہی شعر یہ ہے کہ :-

ہم مسلمان ہیں؟ خدا شاہد ہے لیکن نام کے
فتنہ شدھی کا نہ اُٹھ سکتا جو ہوتے کام کے

اسی قسم کے خیالات نہایت صفائی کے ساتھ دوسرے اسلامی اخبارات بھی ظاہر کر رہے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ یہ احساس عام ہو رہا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے جو انسان بھیجا ہے۔ اسے قبول کریں۔ تاکہ نہ صرف خود اپنی زندگی کے اصل مقصد اور مدعا کو حاصل کر سکیں۔ بلکہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں کامیاب اور کامران ہوں۔ فتنہ ارتداد نے رونما ہو کر ثابت کر دیا ہے کہ اگر مسلمان پہلے ہی کی طرح غافل رہے۔ اور انہوں نے اسلامی شان پیدا نہ کی۔ تو پھر ان کا صفحہ دُنیا پر قائم رہنا ناممکن ہے۔ بیشک خدا تعالیٰ کا دین قائم رہیگا اور کوئی اسے مٹا نہیں سکتا۔ لیکن موجودہ مسلمان یاد رکھیں۔ ان کی بجائے اور ہی لوگ ہونگے۔ جنہیں اشاعت اور حفاظت اسلام کا شرف حاصل ہو گا۔ اور ان کے لئے انہیں جگہ خالی کرنی پڑیگی۔ ضرورت ہے کہ مسلمان جاگیں اور اسوقت کے آنے سے قبل نام کے مسلمان ہونے کی بجائے سچے اور حقیقی مسلمان بن جائیں ۔

غیر مبایعین اور غیر احمدی مولوی

جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغین علاقہ ارتداد کے خلاف مولوی صاحبان کی مخالفانہ تحریروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک دفعہ معاصر زمیندار نے لکھا تھا کہ:-

"احمدیوں کا لاہوری فرقہ بھی حلقہ ارتداد میں کام کر رہا ہے۔ لیکن ہم نے آج تک اسکے خلاف کوئی شکایت نہیں سُنی۔ اور دوسری انجمنوں کے مبلغین نے کبھی نہیں لکھا کہ وہ بھی کسی اختلاف کا باعث ہو رہے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے امیر نے نہایت صاف الفاظ میں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ ہم سردست ملکانوں کو صرف ارتداد کی لعنت ہی سے بچانا اپنا کام سمجھتے ہیں۔ کسی خاص فرقے کے عقائد و خیالات کی اشاعت مقصود نہیں۔ (زمیندار ۲۲ر جون)

غیر مبایعین کے مبلغوں کے خلاف دوسری انجمنوں کے کوئی شکایت نہ لکھنے کی وجہ غالباً یہ ہو کہ ان کے تین چار سے زیادہ مبلغ اس علاقہ میں نہیں ہیں۔ اور انہیں بمقابل بنانا مولوی صاحبان اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہونگے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ مولوی صاحبان کی نیش زنی سے بچے ہوئے ہیں۔ اور ان کو تنگ نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ وہ بھی اسی طرح نالاں ہیں۔ جس طرح ہمارے مبلغ فتنہ جو مولویوں سے نالاں ہیں۔ چنانچہ ان کے اخبار پیغام صلح (۱۷ر جون) نے معاصر زمیندار کے مذکورہ بالا الفاظ کو نقل کرتے ہوئے لکھا تھا :-

"ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں نے اس کی مطلق پروا نہیں کی ہم سے محض اسلئے کہ ہم احمدی ہیں کاوش رکھی۔ جا بیجا ہمارے مبلغین کو دق کیا۔ اختلافات چھیڑنے کی کوشش کی۔ اور عوام الناس کے جذبات کو مشتعل کرنے کی تدبیریں کیں"

پھر اس سلوک کی تازہ مثال ۷ر جولائی کے پیغام میں حسب ذیل پیش کی ہے :-

"آجکل دیوبندی صاحبان خاص طور پر ہماری جماعت پر نظر عنایت فرما رہے ہیں۔ جہاں دیکھو نہایت بد تہذیبی اور دریدہ دہنی سے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔ ایک صاحب علاقہ پلول میں پہنچے۔ اور ہمارے پاٹلی کے مدرسہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ کافروں کا مدرسہ ہے۔ اسے بند کر دو۔ اس میں تعلیم حاصل کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ لیکن جب ہاں کامیابی نہ ہوئی۔ تو خاص پلول میں جمعہ کے دن وعظ کیا کہ قادیانی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ ہمدردی کرنیوالے انہیں اپنے مکانوں میں جگہ دینے والے بھی کافر ہیں انہیں شہر سے نکال دو۔ ہم ان کو تھوک سے بہا سکتے ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ غیر مبایعین اپنا سب کچھ کھو کر بھی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ عید اضحیٰ

خدا تعالےٰ کی باتیں سننے کا طریق

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۲۵ رجولائی ۱۹۲۳ء مسجد نور)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

گو بوجہ نزلہ اور کھانسی میں بول نہیں سکتا تھا۔ مگر میں نے مناسب سمجھا۔ کہ چونکہ عید کا دن ہے۔ اس لئے میں اپنی زبان سے ہی

چند کلمات

کہہ دوں۔ کیونکہ خطبہ کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ کہ بہت لمبا ہی ہو۔ بلکہ بعض دفعہ نہایت مختصر الفاظ میں خطبہ کر دیا جاتا رہا ہے۔ اور اسی سے فائدہ ہوتا رہا ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کے متعلق بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ گو تاریخی طور پر مجھے معلوم نہیں۔ مگر صوفیا لکھتے ہیں۔ کہ خلافت کے پہلے دن جب آپ خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو چند مسنون الفاظ پڑھکر بیٹھ گئے۔ صوفیا کہتے ہیں۔ اس وقت ان کا اس طرح خموش بیٹھ جانا ہی خطبہ تھا۔ گویا ان کی وہ جو خموشی تھی۔ وہی خطبہ تھا۔ تو بعض اوقات خموشی بھی خطبہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کا اتنا اثر ہوتا ہے۔ جو بڑے لیکچر کا نہیں ہوتا۔ دراصل

خطبات کی بڑائی

اور عظمت ان کی لمبائی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس سے سنانے والا سنائے۔ اور سننے والا سنے۔ اگر سنانے والا اخلاص سے سنائے۔ اور سننے والا قبول کرنے کے لئے سنے۔ تو چھوٹی بات بھی بہت بڑا اثر کرتی ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو۔ تو بڑے سے بڑا لیکچر بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

صوفیا نے لکھا ہے۔ ایک شخص تھا۔ جو کئی قسم کی برائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا تھا۔ اسے بڑی بڑی نصیحتیں کی گئیں۔ مگر وہ یہی کہے۔ کہ نادان ہیں وہ لوگ جو دنیاوی چیزوں کو عیش و عشرت کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ ایک دن وہ گلی میں سے گذر رہا تھا۔ کہ ایک آدمی قرآن کریم پڑھ رہا تھا۔ اس وقت اس کے کان میں یہ آیت پڑی۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے قلوب ڈر جائیں اس آیت کا یک لخت اسپر اثر ہوا اور اس نے اس کی حالت کو بدل ڈالا تو لمبے وعظ طول طویل لیکچر اور عجیب عجیب نکتے تو اس کے لئے کچھ بھی مفید نہ ہوئے۔ مگر ایک شخص جو اپنے طور پر آیت پڑھ رہا تھا۔ اور ادھر سے یونہی گذر رہا تھا۔ اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ اس میں تاب مقاومت نہ رہی۔ اور اس کی یک لخت اصلاح ہو گئی۔

پس جب سننے والے

قبولیت کا مادہ

لیکر بیٹھیں۔ اور سنانے والا اخلاص سے سنائے۔ تو یہ دونوں باتیں ملکر چھوٹی بات کو لمبی اور اہم بنا دیتی ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوں۔ تو لمبی بات بھی چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ انسان اخلاص کو لیکر اور دل کو صاف کر کے بیٹھے۔ تو چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے فقروں نے صحابہ میں ایسے تغیرات پیدا کر دئے۔ کہ وہ ساری دنیا کے استاد بن گئے۔ مگر آج لوگ بڑی لمبی لمبی تقریریں اور لیکچر سنتے ہیں مگر کورے کے کورے ہوتے ہیں۔ وعظ اور لیکچر میں واہ وا اور سبحان اللہ کہتے ہیں۔ مگر جب اٹھتے ہیں تو ان کے دل اسی طرح صاف ہوتے ہیں۔ جس طرح دھوبی میں نکال کر کپڑا صاف کر دیتا ہے۔ اور لمبے وعظوں اور خطبوں میں سوائے اس کے کہ لیکچرار کا زور اور وقت خرچ ہو۔ اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

میں اس وقت دوستوں کو یہی نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اپنی اصلاح کی فکر رکھتے ہو۔ اگر خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو جو کچھ تمہیں سنایا جائے

کان کھول کر سنو

منافقین کے متعلق آتا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے مگر باہر جا کر ایک دوسرے سے پوچھتے کیا باتیں ہوئی ہیں۔ کیا وہ باتیں نہیں سنتے تھے۔ سنتے تھے۔ مگر بہروں کی طرح۔ اور دیکھتے تھے۔ مگر اندھوں کی طرح۔ پس اگر کوئی خطبہ اور وعظ سنتا ہے۔ مگر اس پر اثر نہیں ہوتا۔ یا دائمی اثر نہیں ہوتا۔ تو اس خطبہ اور وعظ سننے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ وقت ضائع کرنا ہے۔ تم اگر خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو اگر اسلام سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر روحانی ترقی کرنا چاہتے ہو۔ تو میری اس نصیحت کو یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کے سننے کیلئے کان اور دل کھول کر بیٹھو۔ کیونکہ اگر کانوں اور دل پر پردہ ہو تو خدا تعالیٰ اپنی باتیں نہیں سناتا۔ اور اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ کہ وہ اپنی نعمت دے۔ اور لینے والا دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ دیکھو اگر کوئی کسی کو اعلیٰ درجہ کا کھانا دے مگر وہ اسے پھینک دے۔ تو پھر نہیں دیتا۔ اسی طرح اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے نعمت آئے۔ اور انسان کا قلب بند ہو۔ تو پھر نہیں دیتا۔

عید میں بھی ہمارے لئے ایسی ہی مثال ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کیا دوسروں سے زیادہ سنتے تھے۔ پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان پر اثر کیا۔ اور انہیں ابراہیم بنا دیا۔ وہ یہی تھی۔ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو کہا۔ مسلمان ہو جا۔ انہوں نے کہا۔ میں مسلمان ہو گیا۔ یہ کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے اور کیا اور لوگ یہ فقرہ نہیں سنتے۔ یہ فقرہ بھی اور اس سے

لاکھوں کروڑوں پڑھکر بھی سنتے ہیں۔ پڑھتے ہیں۔ یعنی سارا قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ مگر پھر بھی ابراہیمؑ کیا اس کے غلاموں جیسے بھی نہیں بنتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے غلاموں کا تو بڑا درجہ ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے غلاموں جیسے بھی نہیں بنتے۔ اسی فقرہ سے تو حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ جاؤ ہم نے تمہیں لوگوں کا امام بنا دیا۔ مگر اوروں پر اس کا ایسا اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ محض حضرت ابراہیمؑ کے دل کا اثر اور کیفیت تھی جس نے اس فقرہ سے ایسا اثر قبول کیا۔ کہ آپ ابراہیم بن گئے۔ اور ایسا درجہ اور رتبہ ملا۔ کہ نہ صرف خود نبی بنے۔ بلکہ نبیوں کے باپ بن گئے۔ حتےٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی احسان کے طور پر آپ ہی کی نسل سے ہوئے۔ اور بیٹا خواہ کتنا بڑا ہو جائے۔ باپ کا ادب ہی کرتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ نے یہی سکھایا۔ کہ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت میں حضرت ابراہیمؑ سے بڑھکر تھے مگر اس لحاظ سے کہ حضرت ابراہیمؑ آپ کے باپ تھے۔ یہ ادب ملحوظ رکھا تو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو وہ درجہ دیا۔ کہ سب نبیوں کا باپ بنا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نسل سے ہوئے اور حضرت مسیح موعود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے یہ

عید کیا ہے

اس فقرہ کی یاد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کہا اسلم اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے۔ اور میرے لئے قربان کر دے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اسلمت میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کر دی۔ اسی کی یاد میں یہ عید ہے۔ عملی نمونہ کے لئے حضرت ابراہیم کو کہا گیا۔ قربانی کے لئے بیٹا لاؤ۔ اور انہوں نے وہ بھی پیش کر دیا۔ آپ سے وطن کی قربانی مانگی۔ وہ بھی آپ نے دیدی۔ غرض کہ ہر ایک پیاری سے پیاری چیز آپ نے خدا کے لئے قربان کر دی اسی کی یادگار عید ہے۔

پس عید یادگار ہے۔ اس امر کی۔ کہ جو کوئی خدا کی بات کو سنتا۔ اور اسطرح سنتا ہے۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی بات کیلئے قلب کھول کر بیٹھتا ہے۔ وہ گو مرجاتا ہے۔ اور اس پر صدیاں گذر جاتی ہیں۔ مگر خدا اسے مرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کی زندگی سے خدا تعالےٰ کا کلام زندہ رہتا ہے۔ یہ

مختصر سی نصیحت

ہے۔ جو میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں اس وقت نہیں بول سکتا۔ کیونکہ سینہ میں درد ہونے لگی ہے۔

دوسرا خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا۔

میں اس خطبہ کے طریق کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جسطرح عید لوٹ لوٹ کر آتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے بھی دو رکھے ہیں۔ اس سے

بار بار وعظ

اور خطبہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دو دفعہ پڑھکر تکرار رکھا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اگر تم تکرار کرو گے۔ تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر کوئی کام ایک بار کر کے چھوڑ دو گے تو اس کا اثر نہیں ہوگا دیکھو پہاڑ کیا ہیں۔ یہ بڑے بڑے اونچے چبوترے ہیں۔ مگر پانی نے ان پر بہہ کر بڑی بڑی گہری غاریں بنا دی ہیں۔ اور جب پانی جیسی نرم چیز بھی پتھر جیسی سخت چیز پر اتنا اثر کر سکتی ہے۔ تو

خدا تعالیٰ کا کلام

انسان کے دل میں کیوں نہ اپنی جگہ بنا لیگا۔ اگر بار بار اس کا تکرار کیا جائیگا۔ تو خطبہ کے تکرار سے بھی ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ نیک کام میں تکرار کرنا چاہئیے۔

مکتوب امام علیہ السلام

لحم الخنزیر کے حرام ہونے کی وجہ

سؤر کے گوشت میں طبی اور اخلاقی نقص دونوں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ غذا کا اثر انسان کے اخلاق پر ضرور ہوتا ہے۔ بعض خاص قسم کی غذا کھانے سے خاص قسم کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ایک جینڈگ ہوتا ہے جبشیوں کی بعض قومیں اس کو کھاتی ہیں۔ اس کے کھانے سے یہ اخلاقی نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ان کا دل ننگا ہونے کو چاہتا ہے غرض غذاؤں کا اخلاق پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت نے کسی ایک غذا پر زور نہیں دیا۔ بلکہ مختلف غذاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تاکہ ایک قسم کی غذا کے نقص کو دوسری غذا دور کر دے۔ ہاں جن غذاؤں میں طبی اور اخلاقی نقص زیادہ نمایاں تھے۔ ان کو کھانے سے منع کر دیا۔ کیونکہ ان کی بدی کو دوسری غذا دور نہیں کر سکتی تھی۔ سؤر میں ایک بدی ایسی ہے کہ دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ یہ کہ نر کا تعلق نر سے ہوتا ہے۔ اور ان کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ ان میں ایسے خطرناک کیڑے پائے جاتے ہیں۔ کہ موجودہ طب میں بھی ان کا علاج نہیں پایا جاتا۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھا کر سؤر میں وہ مرض نہیں رہتی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ملک کی آبادی کا کتنا بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھانے والے سوروں پر گذارہ کرتا ہے پس کثرت سے لوگوں کو ایسے سوروں کا گوشت میسر نہیں آتا۔ جو اعلیٰ غذائیں کھاتے ہیں۔ بلکہ عام طور پر ایسے ہی سوروں کا گوشت مل سکتا ہے۔ جو اعلیٰ غذا نہیں کھاتے بلکہ گندی غذائیں کھاتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہوتا کہ اعلیٰ قسم کا گوشت خرید سکیں اس لئے یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ ملک کی آبادی چربی کھانے کے بغیر رہ نہیں سکتی۔ ایسے ممالک موجود ہیں۔ کہ جہاں یورپ سے زیادہ سردی پڑتی ہے مثلاً Iceland کو (آئیس لینڈ) وہاں کے لوگ کہاں سے سور کا گوشت اور اس کی چربی کھا سکتے ہیں۔ پس کوئی ایسی ضرورت زندگی کے قیام کے لئے نہیں کہ جس کے ماتحت ایسے گندے گوشت کا استعمال کیا جائے۔ خود یورپ اور امریکہ میں ایسی سوسائٹیاں موجود ہیں۔ جو سور کے گوشت کے خلاف کوشش کر رہی ہیں۔ پھر کروڑوں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو سور کا نام تک سننا پسند نہیں کرتے۔ وہ کیسے زندہ رہ سکتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

برلن (دارالسلطنت جرمنی) میں مسجد کی بنیاد

کمزور ترین جماعت کے کمزور حصہ کا عظیم الشان کارنامہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۲۷ر جولائی ۱۹۲۳ء)

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت

جب چاہتی ہے ۔ تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور کمزور سے کمزور لوگوں سے بھی وہ کام کرا لیتی ہے ۔ جو دنیا کے بڑے زبردست سے زبردست اور طاقتور سے طاقتور لوگوں سے بھی نہیں ہو سکتے ۔ دیکھو بڑے بڑے بادشاہوں نے چاہا کہ دنیا کو

ایک ہاتھ پر جمع

کریں ۔ سکندر اعظم اسی نیت اور اسی ارادہ کو لیکر نکلا تھا مگر اپنے ارادہ کو تکمیل تک پہنچانے بغیر مر گیا ۔ اس زمانہ میں بھی بڑی بڑی حکومتیں چاہتی رہی ہیں ۔ اور چاہتی ہیں کہ ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کریں ۔ مگر ان کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئی ہیں ۔ لیکن دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ۔ کہ وہ دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کردے تو اس نے ایک نہایت کمزور اور ضعیف انسان سے جس کے پاس نہ کوئی سامان تھا ۔ نہ دولت نہ طاقت تھی نہ قوت سب کو جمع کر دیا ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خدا تعالیٰ کے حضور جو درجہ حاصل تھا ۔ اور آپ کو جو قرب الٰہی میسر تھا ۔ اس کے باعث دنیا کے سارے ہی وجودوں سے آپ بڑے تھے ۔ لیکن اگر دنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے کوئی خصوصیت حاصل نہ تھی ۔ آپ کا جو بھی درجہ تھا ۔ وہ آپ کو خدا کے حضور حاصل تھا ۔ ورنہ اپنے شہر میں نہ آپ کے پاس دولت تھی ۔ نہ مال تھا نہ اسباب تھا نہ جتھا تھا نہ طاقت تھی حتےٰ کہ جب آپ نے نکاح کیا تو معمولی گزارہ کے لئے بھی آپ کے پاس مال نہ تھا ۔ بلکہ اپنی بیوی جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا ۔ اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے کا درجہ نصیب ہوا اس نے اپنا سارا مال آپ کے سپرد کر دیا ۔ ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود محنت کر کے گذارہ کرتے تھے ۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضؓ جن سے آپ کی شادی ہوئی ۔ آپ کا مال لیکر آپ تجارت کے لئے گئے ۔ اور اسکے نفع سے گذارہ کرتے تھے ۔ نہ آپ زمیندار تھے ۔ اور زمینداری تو مکہ میں ہوتی ہی نہیں ۔ نہ آپ کے پاس گھوڑوں یا اونٹوں کے گلے تھے ۔ بیشک آپ کو لوگ صادق کہتے تھے ۔ مگر صادق کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے پاس مال بھی تھا بیشک آپ کو لوگ امین کہتے تھے ۔ مگر اسکے معنے تو یہ ہیں ۔ کہ آپ دوسروں کے مال کی حفاظت کرتے تھے ۔ نہ کہ آپکے پاس بھی مال تھا ۔ بیشک آپ کو لوگ نیک کہتے تھے ۔ مگر اسکے یہ معنی تو نہیں کہ لوگ آپ کی اطاعت بھی کریں چنانچہ جب آپ کو خدا نے کہا کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو ڈرا تو وہی لوگ جو آپ کو نیک کہتے تھے ۔ آپکے مخالف ہو گئے ۔ تو دنیاوی لحاظ سے آپکے پاس کچھ بھی نہ تھا ۔ اور ظاہری سامان جن سے دنیا میں رتبہ اور درجہ حاصل ہوتا ہے ۔ وہ آپ کے پاس نہ تھے مگر جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس وادی غیر ذی زرع سے ایک ایسا انسان اُٹھاوے جو دنیا کو ایک خدا کی طرف کھینچ لائے ۔ اور ایک مرکز پر جمع کردے ۔ تو کوئی روک نہ سکا ۔ آپکا وجود گویا ایک بیج تھا ۔ جو بڑھتے بڑھتے ایک بڑا درخت بن گیا ۔ اور آپ ہی دنیا کے بادشاہ نہ بن گئے بلکہ آپکے غلام بھی بادشاہ ہو گئے ۔

حضرت ابوبکر رضؓ

کے متعلق آتا ہے ۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضؓ کے والد کو یہ خبر پہنچی ۔ تو انہوں نے پوچھا ۔ اب کیا انتظام ہوگا ۔ ان کو بتایا گیا ۔ ابوبکر خلیفہ ہو گیا ہے ۔ اسپر انہوں نے کہا ۔ کونسا ابوبکر ۔ جب کہا گیا ۔ آپ کا بیٹا ۔ تو انھوں نے کہا ۔ کیا ابو قحافہ کا بیٹا گویا ان کے خیال میں یہ بات آہی نہیں سکتی تھی کہ ان کا بیٹا بھی خلیفہ ہو سکتا ہے ۔ حالانکہ جب حضرت ابوبکر رضؓ کا نام لیا گیا ۔ تو قدرتی طور پر انہیں اپنے بیٹے کا خیال آنا چاہیئے تھا ۔ مثلاً اگر عبداللہ نام کا بادشاہ ہو ۔ اور اسی نام کا ایک شخص کا بیٹا ہو ۔ تو جب اسے کہا جائے عبداللہ آگیا ۔ تو وہ یہ نہیں خیال کریگا کہ بادشاہ آگیا بلکہ یہی سمجھیگا کہ اس کا بیٹا آگیا ۔ پس قدرتی طور پر انہیں اپنے بیٹے کے متعلق خیال آنا چاہیئے تھا ۔ مگر انہوں نے پوچھا ۔ کون ابوبکر ۔ وہ بہت بعد میں اسلام لائے تھے ۔ جب انہیں بتایا گیا کہ آپ کا بیٹا ۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے آج ہی پتہ لگا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا اثر ہے کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو عربوں نے سردار مان لیا ہے ۔ حضرت ابوبکر رضؓ جس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اس کا کوئی جتھا نہ تھا اور سیاسی طور پر کمزور تھا ۔ یوں تو لوگ انہیں نیک سمجھتے تھے ۔ وہ ان کے لڑائی جھگڑوں میں صلح صفائی کرا دیا کرتے تھے ۔ مگر چونکہ ان کا جتھا نہ تھا اسلئے سرداری کے قابل نہ سمجھے جاتے تھے ۔ مگر آپ کو یہ رتبہ حاصل ہو گیا ۔ تو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ایسے خاندان جو بہت ہی کمزور تھے ان کو بھی حکومت حاصل ہو گئی ۔ پس خدا تعالیٰ کا جب منشا ہوتا ہے ۔ تو وہ کمزوروں کو بڑھا دیتا اور ان کے ذریعے ایسے ایسے عظیم الشان کام کراتا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بڑا درجہ رکھنے والے لوگ بھی نہیں کر سکتے ۔ اور

نبیوں کے آنے کی غرض

یہ بھی ہوتی ہے کہ کمزور کو بڑھا کر بڑا بنائیں ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے متعلق آتا ہے ۔ ونرید ان نمن علے الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین ۔ فرعون کو اپنی بڑائی اور ساز و سامان پر گھمنڈ تھا ۔ اور اس کا منشا تھا

کہ خدا بن جاؤں۔ اور پھر ہمارا انشاء یہ تھا کہ وہ لوگ جو فرعون کی نظر میں نہایت ہی ذلیل اور کمزور تھے۔ ان کو حاکم بنا دیں۔ پھر کیا ہوا۔ یہی کہ جو کمزور اور ضعیف تھے وہ غالب آ گئے۔ اور وہ فرعون جو زبردست اور بڑا بنا ہوا تھا۔ ذلیل خوار ہو کر مر گیا ؛

پس جب اللہ تعالیٰ کمزوروں اور ضعیفوں کو بلند کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پھر کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور

اللہ تعالیٰ کی سُنّت

یہی ہے کہ وہ غریبوں کو لیتا اور ان کو بڑھاتا ہے۔ اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ دیکھو اگر اُمتیں قائم کرنیوالے نبی بادشاہ ہوتے۔ تو لوگ کہتے اپنی حکومت کے زور سے انہوں نے لوگوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ مگر امتیں قائم کرنیوالے سارے نبی ایسے ہی ہوئے ہیں۔ جن کی ابتدائی حالت بہت کمزور تھی۔ حضرت موسیٰ فرعون کی روٹیاں کھا کر پلے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گو کوئی باپ نہ تھا۔ مگر یوسف نجار کے بیٹے کہلائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے تھے۔ اور آپ کی کوئی جائداد نہ تھی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہوئے ہیں۔ آپ بھی دنیاوی لحاظ سے کوئی وجہ امتیاز نہ رکھتے تھے۔ بعض انبیاء بادشاہ ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت سلیمان ع۔ مگر ان سے کسی سلسلہ کی بنیاد نہیں چلی۔ اور وہ حضرت داؤد کے سلسلہ کی حشمت کے زمانہ میں ہوئے۔ اس سلسلہ کے تنزل کے وقت نہیں ہوئے۔ تنزل کے وقت وہی ہوئے۔ جو کمزور اور ضعیف تھے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود ع کے ذریعہ ایک جماعت قائم کی ہے۔ اور اس سے بھی وہ کام لے رہا ہے۔ جو آج تک بڑے بڑے بادشاہ بھی نہیں کر سکے۔

تھوڑا عرصہ ہوا۔ میں نے اسی مسجد میں کھڑے ہو کر اپنا منشاء ظاہر کیا تھا کہ

برلن میں مسجد

پہلے تعمیر کی جائے۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ گو ہماری جماعت ہی کمزور ہے۔ اور اخراجات کا بہت بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے۔ مگر اس کا بھی جو کمزور ہے۔ اسکے سرمایہ سے مسجد بنے۔ گویا دنیا میں سب سے زیادہ کمزور جماعت جو ہے۔ اس کا بھی کمزور حصہ (یعنی مستورات جو اس لحاظ سے بھی کمزور ہیں کہ ان کی کوئی علیحدہ کمائی نہیں ہوتی اور اس لحاظ سے بھی کہ مردوں جتنا علم انہیں نہیں ہوتا) یہ اس کام کو کرے۔ تاکہ یہ ایک

زبردست نشان

ہو ؛

جب میں نے عورتوں میں یہ تحریک کی۔ تو ہماری جماعت کے بعض لوگ بھی سمجھے۔ کہ اتنا روپیہ نہ جمع ہو سکیگا۔ پہلے میں نے تیس ہزار کا اندازہ لگایا تھا۔ لیکن تحریک کرنے کے وقت پچاس ہزار کر دیا جسے ہماری جماعت کے لوگوں نے بھی بہت بڑی رقم سمجھا۔ اور جب یہ رقم ۳۰ ہزار کے قریب وصول ہو چکی۔ تو غیر اخباروں نے حیرت اور استعجاب کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اور لکھا کہ احمدی عورتوں نے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے۔ پھر ابھی وہ مدت مقررہ گذری نہ تھی۔ جو اس چندہ کی فراہمی کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ کہ مطلوبہ رقم سے زیادہ روپیہ یعنی ۶۰ ہزار جمع ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور اعلان کیا جس میں لکھا کہ روپیہ کی ابھی اور ضرورت ہے اب اگر وعدے وغیرہ بھی ملا لئے جائیں تو

ستر ہزار کے قریب چندہ

ہو گیا ہے۔ یہ اس جماعت کے کمزور حصہ کا کارنامہ ہے۔ جو اس وقت دنیا میں سب سے کمزور ہے۔ ہماری جماعت کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ لیکن اگر عام مسلمانوں میں بھی اعلان کیا جاتا کہ ان کی عورتیں تین ماہ کے عرصہ میں اسقدر چندہ دیں۔ تو اگرچہ ان میں کروڑپتی اور لاکھ پتی بھی ہیں۔ نواب اور راجے بھی ہیں۔ تو بھی اس آسانی سے اتنا چندہ جمع نہ ہو سکتا تھا۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر سر اور خان بہادر وغیرہ باہر دورے کرینگے۔ اور شہر شہر پھرینگے تب جا کر چندہ جمع ہوگا۔ مگر یہاں نہ میں باہر نکلا۔ نہ کوئی ہمارا وفد چندہ جمع کرنے کے لئے گیا۔ صرف اخبار کے ذریعہ اعلان کیا گیا۔ اور ہماری جماعت کی عورتوں نے مقررہ مدت میں چندہ جمع کر دیا۔ اس سے

خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کمزور جماعتوں کو لیکر ان سے جو کام لیتا ہے وہ بڑے بڑے لوگ بھی نہیں کر سکتے۔ کجا ہندوستان پھر کجا احمدی جماعت۔ اور پھر کجا انکی بھی عورتیں کہ انکے سرمایہ سے برلن میں مسجد تیار ہو۔ یہ

مسلمان بادشاہوں کے لئے عبرت

اور غیرت کا مقام ہے۔ اور انہیں کہا جا سکتا ہے کہ تمہارے پاس مال تھے۔ تمہارے پاس ملک تھے تمہارے پاس سامان تھے مگر تم عیش و عشرت میں پڑے رہے اور اپنے اموال کو اپنے نفسوں پر خرچ کرتے رہے مگر اس کمزور جماعت کے کمزور حصہ نے جسے تم کافر کہتے ہو اسکی عورتوں نے کفر گڑھ میں مسجد بنانا شروع کر دی ہیں جو اسباب کو نہیں پاتا لیکن کہتے ہیں

قارون کا خزانہ

زمین میں دفن ہے۔ یہ مثال کیلئے عمدہ بات ہے۔ ہم خزانہ رکھنے والوں کو کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے خزانے تو زمین کے نیچے دفن ہیں یا تمہارے نفسوں پہ خرچ ہوئے۔ مگر دیکھو ایک غریب جماعت کی عورتوں نے کس طرح خدا تعالیٰ کیلئے اپنا مال خرچ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان بادشاہوں کا کیوں ساتھ نہ دیں۔ میں کہتا ہوں۔ انکی بادشاہت اور انکے خزانوں نے اسلام کو کیا فائدہ پہنچایا۔ ان کا خزانہ تو قارون کے خزانہ کیطرح بند پڑا رہا۔ اصل خزانہ احمدی جماعت کا ہی خزانہ ہے۔ جو خدا کے دین کیلئے خرچ ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جو امیر ہیں۔ اصل غریب ہیں کہ اسلام کیلئے ان کے اموال خرچ نہیں ہوتے۔ اور ہماری جماعت جو غریب ہے حقیقت میں یہی امیر ہے کہ اس کا مال دنیا کے فائدہ کیلئے خرچ ہو رہا ہے۔

پس یہ کس قدر شکر کا مقام ہے۔ کہ ایک قلیل عرصہ میں قلیل تعداد جماعت کی قلیل اور کمزور حصہ نے مطلوبہ سرمایہ سے بھی زیادہ جمع کر دیا۔ اور مسجد بننے کا کام شروع ہو گیا۔ آج جن اسباب کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ میں نے لکھا تھا جب مسجد کی بنیاد رکھنے کا کام شروع ہو۔ تو ہمیں تار دیں تاکہ جماعت دعا کرے۔ آج تار آ گئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ آج کے دن ۹ بجے بنیادیں کھودنی شروع ہو جائینگی۔ چونکہ وہاں یہاں کی نسبت بعد میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں کے ۹ بجے کے یہ معنے ہیں کہ اسوقت جو جمعہ کی نماز کا وقت ہے وہاں ۹ بجے ہونگے۔ اور گویا اسوقت وہاں بنیادیں کھودی جا رہی ہونگی۔ چونکہ یہ

خصوصیت سے قبولیت دعا کا وقت

ہے اسلئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں خدا تعالیٰ اس کام کو بابرکت کرے۔

اور جس طرح عیسائیت ان ممالک میں پھیلی۔ اس سے بڑھ کر اسلام پھیلے۔ اور جس طرح ہم نے وہاں مسجد بننے کی خوشخبری سن لی ہے اسی طرح اسلام کی ترقی اور عظمت کا نظارہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ کام ہو کر رہیگا۔ اور ضرور ہوگا مگر جو شخص کسی کام کے کرنے میں حصہ لیتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کی تکمیل کو بھی دیکھے۔ ہم نے اس کام میں حصہ لیا ہے۔ اور ہماری بھی خواہش ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی میں قرآن

توحید کی پرستش

ہوتی دیکھیں۔ اور سب لوگ ایک خدا کی عبادت کرتے نظر آئیں۔ یہ کام ہوگا۔ مگر ہماری خواہش ہے۔ کہ ہمیں بھی اسکو دیکھنے کا موقع نصیب ہو اسی طرح

۱۷ اگست

کے متعلق بھی اعلان ہوگا۔ اور اسدن جس وقت بنیاد رکھی جائیگی۔ وہ یہاں کے لحاظ سے عشاء کے قریب کا وقت ہوگا۔ میں دوسرے خطبہ کے بعد کھڑا ہو کر دعا کرونگا۔ جماعت بھی دعا میں شامل ہو۔

دوسرا عربی خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔

یہ آخری فقرہ اذکروا اللّٰہ یذکرکم کہ تم خدا کو یاد کرو۔ خدا تم کو یاد کریگا۔ اس میں بھی اسی بات کا ذکر ہے۔ دیکھو عزت اور شرف کیا ہے۔ یہی کہ حکومت یاد کرے۔ انسان بادشاہ کا مقرب ہو جائے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذکروا اللّٰہ یذکرکم۔ تم خدا کو یاد کرو۔ تو

خدا کے مقرب

ہو جاؤ گے۔ اور خدا کے ذکر کی سب سے اعلیٰ جگہ مسجد ہے گویا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم

خدا کے ذکر کے سامان

مہیا کرو۔ تمہارا ذکر بھی بلند ہو جائیگا پس اگر دنیا میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم ہو جائے۔ اور لوگ صرف خدا ہی کے آگے سجدہ کریں۔ تو سمجھو ہم بھی کامیاب ہو گئے۔ اور ہمیں اس روحانی جنگ میں فتح حاصل ہو گئی۔ ورنہ کئی قومیں لڑیں۔ اور تباہ ہو گئیں۔ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ پس خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی ہماری یاد قائم رہ سکتی ہے۔ یوں تو شریروں کی یاد بھی قائم رہتی ہے لیکن کیا ان کا نام کوئی عزت اور توقیر سے لیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصل یاد خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی قائم رہتی ہے۔ اور پھر کوئی اسے مٹا نہیں سکتا۔ پس جو نیک کام کرتے ہیں۔ انہی کی یاد قائم رہتی ہے۔ ؎

جہلم میں جناب میر قاسم علی صاحب کا لیکچر

۱۶ ؍ ۱۷ جولائی کی درمیانی شب کے ۹ بجے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا عام لیکچر ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ جلسے کے پریذیڈنٹ شیخ غلام حسن صاحب سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جہلم مقرر ہوئے پریزیڈنٹ صاحب نے سٹیج پر آتے ہی ایک تقریر کی جس میں انہوں نے جناب میر صاحب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ کس مضمون پر لیکچر دینگے۔ اس کے بعد مولوی عبد المغنی صاحب امام جماعت احمدیہ نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ بعدہٗ جناب میر صاحب سٹیج پر تشریف لائے تشہد اور دعاؤں کے بعد آپ نے فرمایا میں یکم جولائی سے آج تک متواتر لیکچر دیتا چلا آیا ہوں جس کے سبب سے مجھے کھانسی اور نزلہ کی شکایت ہے۔ میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ تاہم میں آپ لوگوں کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ انشاء اللّٰہ میں کوشش کروں گا۔ کہ بلند آواز سے بولوں۔ تاکہ سب بھائیوں کے کان تک آواز پہنچ جائے۔

میں اس وقت ویدک دھرم اور اسلام کا مقابلہ کرنے کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ مگر میں کچھ بیان کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں جو کچھ بیان کروں گا۔ وہ آریوں کی ہی کتابوں سے بیان کروں گا۔ اگر یہاں کوئی آریہ ہو۔ تو نوٹ کرتا جائے۔ اور اس کا جواب کسی اخبار میں شائع کر دے۔ یا لیکچر کے بعد وقت لے کر جواب دے اور جو کچھ میں کہوں۔ اس کا حوالہ طلب کرے۔ حوالہ طلب کرنے پر میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک کہ میں ان کو حوالہ نہ دکھا دوں گا۔ اور اگر میں حوالہ دکھانے سے قاصر رہوں۔ تو میں یہاں سے ایک حوالہ کے بدلے ایک سو روپیہ انعام دے کر جاؤں گا۔

جناب میر صاحب نے فرمایا۔ عالمگیر مذہب وہ ہو سکتا ہے۔ جو کامل ہو۔ اور اس کی کتاب جامع ہو۔ اس کی زبان دنیا میں زندہ ہو۔ اور وہ کتاب جو بھی دعوے کرے اس کی خود دلیل دے۔ نیز وہ مذہب عالمگیر ہو سکتا ہے جس کی عبادت سب امیر و غریب کے لئے یکساں ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے۔ یا کہ وید۔

قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اور عربی زبان بہت سے ملکوں میں بولی جاتی ہے۔ اگر ہمیں قرآن کریم کے کسی لفظ پر شک ہو۔ یا آپس میں کسی قسم کا جھگڑا پڑ جائے۔ تو ہم اہل زبان سے اس کا فیصلہ کرا سکتے ہیں۔ اور اپنے قلوب کی تسلی کر سکتے ہیں۔ برخلاف اس کے وید سنسکرت زبان میں ہے۔ جو کہ ایک مردہ زبان ہے۔ اور جو کسی گوشہ عالم میں نہیں بولی جاتی۔ دیکھو وید کے شروع ہی میں لفظ اگنی ہے۔ کسی نے اس کے معنے آگ کے لئے ہیں۔ کسی نے پرمیشر کے۔ کسی نے اس شخص کے جس سے کسی عورت نے نیوگ کرایا ہو۔ اب ہم کس طرح فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان میں کونسے معنے درست ہیں۔ اگر ویدوں کی زبان زندہ ہوتی۔ تو ہم فوراً اس بات کا فیصلہ کر سکتے۔

پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ اگر وید بھی الہامی کتاب ہے۔ تو کیا آریہ سماج وید سے نکال سکتے ہیں۔ کہ پرمیشور نے اس کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کے سینوں میں جگہ دی۔ اور دنیا میں بہت سے ایسے مسلمان ہیں۔ جن کو قرآن کریم حفظ ہے۔ کیا کوئی آریہ اور عیسائی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے وید اور انجیل حفظ کی ہوئی ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آریوں میں تو دس فیصدی بھی ایسے نہیں۔ جنہوں نے ویدوں کو دیکھا ہو۔

اب سماجی بھائیوں کے ہَون پر غور فرما دیں یجر وید کی تفسیر میں سوامی صاحب لکھتے ہیں۔ ہَون کرنے کے لائق جو گھی وغیرہ اچھے اچھے پدارتھ ہیں۔ اور اچھی طرح پاک صاف کئے ہوئے ہَون کے قابل کستوری۔ اور کیسر وغیرہ پدارتھ ہیں ہَون کی اگنی بھینٹ کرو۔ اب غور فرما دیں۔ کہ گھی۔ عطر۔ کستوری وغیرہ اشیاء کسقدر گراں ہیں۔ ایک آریہ جس کی

آمدنی دس پندرہ روپیہ ماہوار ہو۔ بال بچے دار ہو۔ وہ ہتون کی آگ میں جلانے کے لئے گھی کہاں سے لائیگا۔ کیا سب تنخواہ اسی آگ میں نذر کریگا۔ یا اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالیگا۔ اس ہتون کا خرچ تو لاکھ پتی ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ مذہب امیروں کے ہی لئے ہے۔ غریبوں کیلئے نہیں۔ حالانکہ مذہب کا یہ اصول ہونا چاہیئے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی انسانی طاقت سے بڑھکر کوئی تکلیف نہ ہو۔ ادھر مسلمانوں میں نماز کو دیکھو جس پر ایک دھیلے کا بھی خرچ نہیں ہوتا۔

پھر مسلمان جہاں چاہیں۔ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ جہاں وقت ہو گیا۔ وہاں ہی پڑھ لی۔ مگر آریوں کی سندھیا کے لئے یہ حکم ہے کہ صبح و شام باہر جنگل میں نکل جائیں پانی کا کنارہ ہو۔ ایسی خلوت میں ہوں۔ جہاں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ ہر جگہ پانی کا کنارہ ملنا مشکل ہے۔ اگر جگہ بھی ہو۔ تو کیا سب آریہ کئی کئی کوس باہر دریا کے کنارے سندھیا کے لئے نکل جاتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔

آریوں میں سے دس فیصدی بھی ایسے نہیں ہونگے جو دیانندی اصول کے ماتحت سندھیا کرتے ہوں۔

پھر آریہ سماج پر کس قدر بوجھ ہے۔ اگر کوئی آریہ سماجی مر جائے۔ تو اسے دیانندی اصول کے ماتحت ۲۰ سیر پختہ گھی ڈال کر جلانا پڑتا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش صلالا پر سوامی جی لکھتے ہیں۔

"مردے کے جسم کے برابر گھی۔ کافور اور صندل لے کم از کم ۲۰ سیر ضرور ہونا چاہیئے"

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"کہ اگر کوئی بہت ہی غریب ہو۔ تو وہ گھی برادری سے لے۔ اور اگر برادری بھی نہ دے تو پھر سرکار کے ہاں عرض کرنی چاہیئے"

واہ کیا خوب ہے۔ کہ اگر گھی برادری سے نہ ملے تو میونسپل کمیٹی میں اطلاع اور درخواست کرے۔ عرضی کے منظور ہونے میں بھی کچھ دن لگ جاتے ہیں۔ کیا اتنی دیر میں مردہ گل سڑ نہ جائیگا۔

پھر آریہ سماج میں ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو کوئی غیور انسان پسند نہیں کرتا۔ مگر آریہ سماج کے نزدیک وہ بہت ہی محبوب ہے۔ وہ مسئلہ نیوگ ہے۔ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ بیوی اپنے خاوند کی موجودگی میں غیر مرد سے اپنے اور اپنے خاوند کے لئے اولاد پیدا کرے۔ چنانچہ سوامی جی اپنی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب وہ اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ اے نیکبخت عورت مجھسے اولاد کی توقع نہ رکھ کسی دوسرے شخص سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے۔ ایسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنسکر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ اے مالک آپ اولاد کی امید مجھسے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے"

وہ مذہب جو ایسی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے وہ کیسے عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے۔

آپ نے نیوگ پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر آریہ نیوگ کو ایک پاکیزہ رسم تصور کرتے ہیں۔ تو میں خاصکر جہلم کے آریہ سماجیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ اگر آریوں کی فطرۃ نیوگ کی تعلیم پر مطمئن ہے۔ تو وہ اس وقت اُن نیوگیوں اور نیوگنوں کا پتہ بتائیں۔ جنہوں نے سوامی دیانند جی مہاراج کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے نیوگ کیا ہو۔

آخر میں آپ نے فرمایا۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا۔ کیونکہ مجھے ایک بجے کی گاڑی سے جانا ہے۔ اس لئے ایک خاص تحریک مسلم بھائیوں کو کرنی چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کی نگاہ میں مسلمان چوہڑوں اور چماروں سے بھی بدتر ہیں۔ مسلمان کتنا ہی خاندانی اور پاک صاف کیوں نہ ہو۔ ہندو اس کے ہاتھ کی چیز ہرگز نہیں کھاتے۔ اگر کتا اور سور ان کے چوکے میں پھر جائے۔ یا پیشاب کر جائے تو ان کا چوکا ناپاک نہیں ہوتا لیکن اگر مسلمان ان کے چوکے کے پاس سے بھی گذر جائے تو ان کا چوکا ناپاک ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کا مسلمانوں کو اس قدر ذلیل سمجھنا مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ ہندوؤں کے اس طریق سے آج کل مسلمانوں کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ مسلمان سینکڑوں روپیہ کی چیزیں روزانہ ہندوؤں سے لیکر کھاتے ہیں۔ ادھر ہندو ایک پیسہ کی چیز مسلمانوں سے نہیں لیتے۔ اس سے مسلمانوں کا گھر دن بدن پھر اجڑ رہا ہے۔ دوسرا نقصان انہیں یہ ہے۔ کہ بعض ملکانے راجپوت اس لئے بھی ہندو ہو رہے ہیں۔ کہ ہندو چونکہ مسلمانوں کے ہاتھ کا نہیں کھاتے۔ اور مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ کا کھا لیتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ معزز ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے افضل سمجھ کر ہندو ہو رہے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ بھی انہی کی طرح ان سے چھوت چھات کریں۔ آپ اب ان سے وہ چیز نہ خریدیں۔ جو وہ آپ سے نہیں خریدتے ہاں جس وقت وہ چھوت چھات کے مسئلے کو چھوڑ دیں۔ اور آپ کے ہاتھ کا کھانے لگ جائیں۔ تو اس وقت آپ بھی چھوت چھات کو چھوڑ دیں۔

اس تحریک کے بعد میر صاحب نے پبلک کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا میں مسلمانوں سے یہ توقع رکھ سکتا ہوں۔ کہ وہ کل سے میری بات پر عمل کریں گے۔ اس پر سب مسلمانوں نے لبیک کہی۔ اور انشاء اللہ انشاء اللہ کی صداؤں سے آسمان گونج اٹھا۔

آخر میں میر صاحب نے نہایت درد دل سے دعا کی اور جلسہ برخواست ہوا۔

میر صاحب کے لیکچر سے شہر جہلم میں نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ چھوت چھات کے متعلق عنقریب کمیٹیاں ہونے والی ہیں۔ اہل جہلم کی یہ خواہش ہے کہ ایک دفعہ پھر میر صاحب اسی سٹیج پر کھڑے ہو کر لیکچر دیں۔

خاکسار

عبد المجید احمدی ابن بادشاہ عالم صاحب سوداگر چوب جہلم

فرخ آباد کی پنچایت میں مسلم راجپوتوں کی پاس کردہ تجاویز

اضلاع فرخ آباد - مین پوری - آگرہ - اور ایٹہ کے مسلم راجپوتوں کی پنچایت جو ۲۲ر جولائی ۱۹۲۳ء کو فرخ آباد میں زیر صدارت جناب راجہ ہادی یار خاں صاحب رئیس کو سہ منعقد ہوئی - اس میں مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق آرا پاس ہوئیں - حاضرین میں ان تمام دیہات سے راجپوت بطور نمائندہ تشریف لائے تھے - جن میں احمدی (قادیانی) مبلغین کام کر رہے ہیں - تجاویز ذیل ہیں -

۱- اسلام ہمارا دین اور ہمارا مذہب ہے - ہم اس پر اسی طرح قائم رہینگے - جس طرح ہمارے واجب الاحترام آباؤ اجداد اسی مقدس دین پر قائم تھے - اور ایک دوسرے کا اس دین پر قائم رہنے میں تعاون کریں گے۔

۲- قرآن کریم اور رسول اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کے احکام کے ماتحت ہر مسلم راجپوت کا فرض ہے - کہ وہ اپنے ہمسایہ لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا پیغام پہونچائے - مگر ابھی تک اس بارے میں ہماری طرف سے کوتاہی رہی ہے - یہ پنچایت تجویز کرتی ہے - کہ اس کو دور کیا جائے اور اسلام کی روشنی ہر گھر میں پہونچانے کی کوشش کی جائے۔

۳- یہ پنچایت فیصلہ کرتی ہے - کہ مسلم راجپوتوں میں جو بد رسومات پائی جاتی ہیں - ان کو دور کرنے کی بتدریج مگر سرگرم کوشش کی جائے۔

۴- اضلاع متھرا - آگرہ اور علاقہ بھرت پور کے جو راجپوت اپنے راجپوتی آن کو چھوڑ کر روپیہ وغیرہ کے لالچ سے شدھی سبھا اور رہ کے ساتھ مل گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اس فعل سے نہ صرف اسلام کو داغ لگانے کی کوشش کی ہے - بلکہ تمام راجپوت قوم کو ذلیل و خوار کیا ہے - اس لئے یہ پنچایت برادری کو ذلیل کرنے والے ان لوگوں کے بھکانے والے لوگوں کے اس فعل کے خلاف حقارت و نفرت کا اظہار کرتی ہے - اور اگر وہ لوگ اب بھی واپس آجائیں تو تمام مسلم راجپوت ان کو گلے لگانے کے لئے تیار ہیں - اب فرخ آباد اور ایٹہ میں بھی کوشش جاری ہے - جس سے تمام راجپوت قوم ملک میں بدنام ہو رہی ہے - اس لئے جیسا کہ ہمارا یہ مذہبی فرض ہے - ویسا ہی ہمارا قومی فرض بھی ہے کہ تحریک شدھی کا زبردست مقابلہ کیا جائے - اور نیز ان تمام اضلاع کے مسلم رؤسا کا فرض ہے - کہ وہ بھی اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے اس سے بڑھ کر کوشش کریں - جس قدر ہندو رؤسا شدھی کے ساتھ ملکر مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کر رہے ہیں -

۵- چونکہ راجپوت زمیندار ہیں یہ پنچایت گورنمنٹ سے مودبانہ درخواست کرتی ہے - کہ ہم لوگوں کی جائدادیں ناجائز قرضوں میں تباہ کی جا رہی ہیں - اس لئے علاقہ یوپی میں ہماری حفاظت کے لئے وہی قانون انتقال اراضی جاری کیا جائے - جو پنجاب میں زیر عمل آکر زمینداروں کے لئے مفید و بابرکت ثابت ہوا ہے -

۶- یہ پنچایت جناب چوہدری فتح محمد خاں صاحب سیال ایم - اے امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان متعینہ علاقہ فتنہ ارتداد کا نہایت سچے دل سے شکریہ ادا کرتی ہے کہ آپ نے اپنے سرگرم اور مخلص ارکان کے ساتھ علاقہ کو چھان ڈالا اور مبلغین کو مناسب مقامات پر قائم کر دیا - جو ہر قسم کی تکلیف اور سختیوں میں مسلم راجپوتوں کی دینی خدمت کر رہے ہیں -

۷- یہ پنچایت فیصلہ کرتی ہے کہ آئندہ انتخاب کونسل کی قیع پر ادل تو اپنے کسی راجپوت بھائی کو منتخب کرینگے جس کا فرض ہوگا - کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کرے - ورنہ اس شخص کو منتخب کیا جائے - جو قانون انتقال اراضی کے پاس کرانے کی سعی کرے - اور اس سے اس بات کا اقرار لے لیا جائے -

۸- یہ پنچایت تجویز کرتی ہے کہ ریزولیوشن نمبر ۵ بذریعہ تار حضور ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر و آنریبل وزیر زراعت اور وزیر تعلیم صوبجات متحدہ ارسال کیا جائے - اور ان تمام ریزولیوشن کی نقول اخبارات میں روانہ کی جائیں -

محمد اصغر علیخان آنریری منصف فرخ آباد ۲۲ر جولائی ۱۹۲۳ء

خریداران اراضی کو اطلاع

الفضل مطبوعہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۳ء میں میرا اعلان ریاست کاشی پور کی اراضیات کے متعلق شائع ہوا ہے - جس کی بابت مجھے علم ہوا ہے - کہ احباب کو اس میں چند غلط فہمیاں ہوئی ہیں - اس لئے حالات کو واضح کرنے کے لئے یہ ضمیمہ شائع کرتا ہوں - کاشی پور کی ریاست اضلاع نینی تال و بجنور میں واقع ہے - نہری علاقہ ہے - اور چاہی بھی ہے - یہ ترائی کا علاقہ ہے اور دامن کوہ میں ہے - یا اس کے متصل ہے - کسی شخص کو دو مربع سے زیادہ اراضی نہ ملے گی - نہری کے لئے سو روپیہ چاہی کے لئے ... پیشگی قیمت لی جائیگی - لیکن درخواستوں کے ساتھ یہ قیمت بھیجنا ضروری نہیں - البتہ ہر درخواست کے ساتھ فیس داخلہ آنا ضروری ہے - جملہ درخواستوں پر انتخاب عمل میں آئیگا - اور اطلاع درخواست دہندہ کو دیجائیگی - پھر وہ رام پور اسٹیٹ یو - پی محلہ شاہ آباد دروازہ سید احمد صاحب وکیل کے پاس یا چوہدری کرم دین صاحب احمدی لودہیانہ متصل آریہ سکول کے پاس جا کر اراضی کے دیکھنے کا بندوبست کرے اور بشرط پسند روپیہ داخل کر کے فوراً قبضہ لے لے - درخواست دہندہ نے اگر کوئی فوجی خدمت کی ہے - تو درخواست میں ظاہر کر دے اس کو ترجیح دی جائیگی - باقی تمام حالات پہلے اعلان میں آچکے ہیں - مربعجات میں جو شئے ملتی ہے - وہ حق دخیلکاری ہے - حق ملکیت نہیں ہے - تاریخ دخل سے ہی حق دخیلکاری ملتا ہے - جسمیں رہن کا اختیار ہے - اور یہ حق موروثی ہوتا ہے - ۵ ۲ر اگست سے پہلے درخواستیں خواہ بنام سید احمد صاحب خواہ بنام چوہدری کرم دین صاحب احمدی بھیجنا ضروری ہیں - مقامی جماعتوں کے افسر اعلیٰ کا سارٹیفکیٹ نسبت چال چلن ساتھ ہو جو افسران اپنے سارٹیفکیٹ دیں - وہ ہم کو بھی نام سے مطلع کر دیں - کہ فلاں شخص کو سارٹیفکیٹ دیا گیا ہے - تاکہ غلطی اور دھوکہ نہ ہو -

(ناظر امور عامہ قادیان)

احمدی امیر المجاہدین فرخ آباد میں

۲۱ جولائی ۱۹۲۳ء کو بر موقع پنچایت راجپوتان جناب چودھری فتح محمد خان صاحب ایم۔ اے سیالی فرخ آباد تشریف لائے۔ آپ نے نواب امیر علی خاں صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ ۲۲ جولائی کو ۹ بجے آپ نے فتنہ ارتداد کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور ضلع بھر کے راجپوتوں کو جو بس موقع پر موجود تھے آریوں کے فریب سے آگاہ کیا۔

دوپہر کو دو بجے آپ نے تمام ضلع کے راجپوتوں کی پنچایت قائم کی اور برادری کو ضروری اور مفید مشورے دیئے۔ اور اپنے بھائی راجپوتوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔ اور خاکسار نے بحیثیت انچارج حلقہ برادری کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہاں فرخ آباد میں آپ کی ہر خدمت کے لئے موجود ہوں۔ آپ کے دیہات میں سکول یا مسجد یا مبلغ کی ضرورت ہے۔ تو مجھے خبر کریں۔

راجپوت بھائیوں نے جناب چودھری صاحب کی خدمت میں اپنی ضروریات و مشکلات کو پیش کیا۔ جن کو آپ نے نہایت ہمدردی سے سنا اور مناسب انتظام فرمایا۔

رات کو دس بجے پھر آپ نے "قومی اتحاد" پر ایک تقریر فرمائی۔ ۲۳ کی صبح کو آپ نے مرکزی دفتر کا معائنہ فرمایا۔ اور مناسب اور معقول ہدایات فرمائیں۔

دس بجے کے قریب آپ موضع ڈھنڈاول میں بادام خاں صاحب نمبردار کے مدعو کرنے پر تشریف لے گئے۔ نمبردار صاحب نے نہایت محبت و اخلاص سے آپ کے کھانے کا انتظام کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ۱۲ بجے کی گاڑی سے آپ واپس تشریف لے گئے۔

خاکسار محمد شفیع اسلم فرخ آباد

هر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل

ضرورت نکاح

عاجز کو اپنے ایک عزیز احمدی۔ سید۔ جوان برسر روزگار کے لئے رشتہ کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ان کی بیوی سوا سال زندہ رہکر حالت زچگی میں فوت ہو گئی۔ اللہ اسے جنت نصیب کرے۔ درخواست کنندہ مخلص احمدی ہو۔

عاجز سید غلام حسین احمدی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کیٹل فارم حصار

زرعی اراضی خواہشمند احباب توجہ فرمائیں

قادیان سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر دریائے بیاس کے پاس موضع راجپورہ تحصیل گورداسپور علاقہ بیٹ میں مرزا ارشد بیگ صاحب اپنی اراضی زرعی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ خاکسار سے یا مرزا ارشد بیگ صاحب سے قادیان کے پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

خاص رعایت عید کی خوشی میں

درس القرآن ۵ / کسر صلیب ۳ / نسیم دعوت ۶ / سرمہ چشم آریہ ۱۰ / کلام محمود مجلد ۹ / الحق دہلی ۶ / لدھیانہ ۴ / درثمین اردو مجلد ۹ / آئینہ حق نما ۱۲ / آئینہ دینداری ۵ / چکا مہدی ۴ / خطبات محمود ۴ / خطبات نور مکمل ۱۵ / حیات نور دین ۶ / دوبارہ مہدی تیرہ احمدی ہر دو حصہ ۸ / نماز مترجم پنجابی ۴ / ذکر الہٰی ۶ / خاتم النبیین ۸ / انا الموعود ۲ / شہید مرحوم ہر دو حصہ قرآن کریم کلاں مترجم ۸ / تحفۃ الملوک ۹ / پنجابی کتب صرف کی بجائے ۶ /

منیجر نصیر شاپ قادیان

موتیوں کا سرمہ

حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو علم طب کے بادشاہ تھے۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ ہے جسمیں موتی ممیرا و غیر قیمتی اشیاء پڑتی ہیں۔ اور ہم نے خاص اہتمام سے شوق اور محنت سے لوگوں کی بھلائی کیلئے اسے تیار کیا ہے۔ یہ سرمہ ککرے ضعف بصر۔ خارش چشم سفیدی پھولا دھند جالا۔ غرضکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اور اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی قیمت علاوہ محصولڈاک فی تولہ ۲ جو سال بھر کیلئے کافی ہے۔

ایک فوجی کی شہادت: حوالدار محمد حسین صاحب حال مختار خان بہادر جناب میرزا سلطان احمد خان صاحب لکھتے ہیں۔ آپکے سرمہ نے ایک ہفتہ کے اندر اسقدر فائدہ کیا جو بیان سے باہر ہے۔ ککرے بالکل جاتے رہے۔ پانی بہنا بند ہو گیا۔ خارش ہمہ وقت رہتی تھی اور لکھتے وقت جو آنکھ کے درد و حدت نظر آتے تھے۔ یہ شکایت بالکل نہ ہوگئی میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ملنے کا پتہ۔ منیجر اخبار نور قادیان

ہاتھی کے خوبصورت سروتے

اس کارخانہ کا ساختہ سروتہ اپنی مضبوطی عمدہ وضع قطع چمک دمک اور نقش و نگاری کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ اس کی دھار کا لوہا نہایت عمدہ تیز اور چمکدار لگایا جاتا ہے کے علاوہ خوشنما نقش و نگار سے آراستہ اور ایسا خوش نما لیکن نفیس اور چمکدار ہوتا ہے کہ ایک نظر دیکھنے والے کو مسرت ہوتی ہے۔ خاص خوبی یہ ہے کہ سبک ہونے کی وجہ سے سپاری نہایت سہولت سے کتری جاتی ہے۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے جس جگہ ایک سروتہ بھی چلا جاتا ہے۔ درجنوں کی فرمائشیں آتی ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ زیادہ تعریف لاحاصل قیمت سروتہ نمبر ۱ / ۱۲ نمبر ۲ / ۸ سروتی ۱۲ / درجن

نوٹ:۔ اپنا پتہ صاف تحریر کریں۔ محصول بذمہ خریدار

المشتہر

شیخ محمد محی الدین منیجر خوبصورت سروتہ فیکٹری شہر پانی پت

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر دفتر الفضل سے شائع ہوا)